ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

قتیل شفائی اور ساحر لدھیانوی کی گیت نگاری اختراقات کے تناظر میں

In the context of lyrical breakthroughs by Qateel Shifai and Sahir Ludhianvi

Mohsin Shehzad
PhD Scholar Department of Urdu, Federal Urdu University Islamabad
Farah Ahmed
PhD Scholar Department of Urdu, Federal Urdu University Islamabad
Tallat Mehmood Ajiz
PhD Scholar Department of Urdu, Federal Urdu University Islamabad
Zareena
PhD Scholar Department of Urdu, Federal Urdu University Islamabad

Abstract

Qatil Shafai*, who was born as Muhammad Aurangzeb in the touristic and spacious place of Haripur, song starts in 1948, when he wrote two songs in the musical romantic film 'Teri Yaad', both of them received public acclaim. One of them was 'Dukkh Ki Maari Rahar Api Bhaag Ko Roi' and another was 'Mohabbate Ka Mara Chala Yaa', after which he wrote one or two songs for most of the films.*

Qatil Shafai continued to deliver a bouquet of mesmerizing and memorable songs in the 60s. Be it the record song 'Ae Dil Kisi Ki Yad Mein Hota Hai Be Kare Kyun' in the voice of Saleem Raza and Naseem Begum from the movie 'Ek Tara Sahara' or 'Dil Dita Hai Ro Ro Dekad Kise Se' from the movie 'Ishq Pe Zor Nahin'. Koi Pyaar Na Kare' or similarly, singer Mala's song 'Muh Ai Na Jag Se Laj Ke Ghangro Tot Gaye', along with the feeling of love and love, also sheds light on the pain of love.

Sahir Ludhianvi's *songs were mostly sung by Muhammad Rafi, Mukesh, Talat Mehmood, Lata Mangeshkar, Manade, Asha Bhonsle, Geetat and Kishore Kumar. Sahar Ludhianvi was a close friend of Yash Chopra. Yash Chopra wrote songs for many of his films with him. These films include "Waqt, Trishul, Kabhi Kabhi and Daag". All these four films proved to be super hits and of course Sahir Ludhianvi's songs played a big role in the success of these films. Sahir Ludhianvi was once asked about which films he faced difficulty while writing songs, and he named three films, "Pyasa, Hum Both Aur Vaqt". All the songs of the famous movie "Taj Mahal" released in 1962 became popular. This article is written on the basis of differences among these two writers.*

Key Words:

Qatil Shafai, Muhammad Aurangzeb, 'Teri Yaad', Haripur, 'Dukkh Ki Maari Rahar Api Bhaag Ko Roi', 'Mohabbate Ka Mara Chala Yaa', 'Ae Dil Kisi Ki Yad Mein Hota Hai Be Kare Kyun', 'Dil Dita Hai Ro Ro Dekad Kise Se', 'Ishq Pe Zor Nahin', Koi Pyaar Na Kare', Sahir Ludhianvi's, Muhammad Rafi, Mukesh, Talat Mehmood, Lata Mangeshkar, Manade, Asha Bhonsle, Geetat, Kishore Kumar, Yash Chopra, "Taj Mahal".

ساحر کی گیت نگاری میں غزل کا رنگ جھلکتا ہے یعنی محبوب کے دیدار یا ہجر و وصال کی باتیں، یا محبوب سے گلہ یا زمانے کا گلہ ساحر کی گیت نگاری میں درد کا پہلو بھی نمایاں ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ہم سے اونچی تھی بہت کوچۂ جاناں کی زمیں
وہاں پہنچی بھی ہے آواز ہماری کہ نہیں
ان سے ہم کہنے کو آئے ہیں فسانہ دل کا(1)

ساحر کے گیتوں میں اظہار محبت، تذکیر و تانیث کا حامل نہیں ہے یا بعض اوقات یہ اظہار مرد کی طرف سے ہی معلوم ہوتا ہے۔

ایسا تو کبھی سوچا بھی نہ تھا
تم ہم سے جدا ہو سکتی ہو
جس دل پہ تھا اتنا ناز تمہیں
اس دل سے خفا ہو سکتی ہو
چاہا تھا تمہارا پیار مگر
کچھ پا نہ سکے تہمت کے سوا(2)

ساحر کے ہاں عورتوں کے زیورات یا ثقافتی انداز گیتوں میں نمایاں نہیں ہے۔

گیت کا بنیادی عنصر ہی لوک ثقافت یا کسی خاص خطے سے جڑے رسم و رواج اور روایات بھی ہوتی ہیں۔ ساحر کے گیتوں میں یہ عناصر اتنے نمایاں نہیں ہیں۔ غزلیہ رنگ چھایا ہوا ہے۔

ساحر کے گیتوں میں ہندی الفاظ اور ہندو مذہب کا اثر بھی دکھائی دیتا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد ساحر چوں کہ ہندوستان میں ہی رہے۔ اس لیے وہاں کی کثرت نے ساحر کی شاعری میں اپنی جگہ بنا ہی لی۔

ایشور، اللہ تیرے نام
سب کو سنمتی دے بھگوان
جنم کا کوئی مول نہیں ہے
کچھ پا نہ سکے تہمت کے سوا(3)

ساحر کے گیتوں میں ایک حسرت یا نااُمیدی سی نظر آتی ہے۔ جیسے غم کا شکوہ، محبوب کے بچھڑ جانے کا غم یا تکلیف۔ ایک حسرت و یاس کی فضا ہے جو گیتوں پر غالب ہے، محبت کا ادھورا پن یا بچھڑ جانے کی تکلیف۔ عشقِ لا حاصل یہی سب خیالات قاری کے ذہن میں ساحر کے گیتوں کے حوالے سے ضرور موجود رہتے ہیں۔

جانے وہ کیسے لوگ تھے جن کے پیار کو پیار ملا
ہم نے تو جب کلیاں مانگیں، کانٹوں کا ہار ملا
بچھڑ گیا ہر ساتھی دے کر پل دو پل کا ساتھ
کس کو فرصت ہے جو تھامے دیوانوں کا ہاتھ
ہم کو اپنا سایہ تک اکثر بیزار ملا(4)
اِک راستہ ہے زندگی، جو تھم گئے تو کچھ نہیں

یہ قدم کسی مقام پر جو جم گئے تو کچھ نہیں
اور جاتے راہی، اور بانکے راہی
میری بانہوں کو، ان راہوں کو
تُو چھوڑ کے نہ جا تو واپس آجا(5)

ساحر کے گیتوں میں عورت کا سراپا نہیں ہے اور نہ ہی اُس کی آرائش وزیبائش کی اشیاء کا بیان ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ قتیل کی نسبت ساحر کے گیتوں میں عشق کا اظہار مرد کی طرف سے ہے۔ ساحر کے گیتوں پر غزل کا رنگ ضرور چڑھا ہے مگر عورت کا سراپا عیاں نہیں ہے بلکہ اُس کی سرد مہری اور پتھر دل کو غزل کے رنگ میں گیت کا موضوع بناتے ہیں۔

کسی پتھر کی مورت سے محبت کا ارادہ ہے
پرستش کی تمنا ہے، عبادت کا ارادہ ہے
جو دل کی دھڑکنیں سمجھے نہ آنکھوں کی زباں سمجھے
نظر کی گفتگو سمجھے، نہ جذبوں کا بیاں سمجھے
اُسی کے سامنے اس کی شکایت کا ارادہ ہے(6)

اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ساحر کے گیتوں میں محبوب سے شکوہ شکایت یا اُس کی سرد مہری کا تذکرہ محبت کے اظہار کے ہمراہ نظر آتا ہے۔

جاتے ہوئے راہی کے سائے میں سمٹنا کیا
اِک پل کے مسافر کے دامن سے لپٹنا کیا(7)

ساحر کے ہاں گیتوں میں بھی سماج شکن رویہ نظر آتا ہے۔ وہ حکمران طبقے اور سرمایہ داروں کے رویوں کے خلاف بھی نظر آتے ہیں۔ دلوں میں اداسی اور بے حسی کا سبب دولت کے بھوکے یعنی سرمایہ داروں کو قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا کے مل جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ انسان ایک کھلونا ہے جہاں موت سستے داموں ملتی ہے۔ یہی دنیا ہے جو رواجوں کی بھینٹ چڑھ کر بدحواسی کے عالم میں انسانیت کو کچل رہی ہے۔ یہاں ساحر کے گیت یاسیت لیکن حقیقت سے بھرپور ہیں۔

یہاں اِک کھلونا ہے انساں کی ہستی
یہ بستی ہے مردہ پرستوں کی بستی
یہاں پر تو جیون سے ہے موت سستی
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟(8)

قتیل کے برعکس ساحر کے گیتوں میں پرندوں کی بجائے ستارے، شمع، اندھیرا، روشنی، گھٹائیں، بجلیاں، بدلیاں، رات، دن، آسمان، بادل، کلیاں، کانٹے وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔ ان تمام عناصر کا ذکر زندگی کے تلخ اور خوشگوار تجربات میں پرو کر پیش کیا گیا ہے۔

شمع رہ رہ کے جھلملاتی ہے
سانس تاروں کی ڈوبی جاتی ہے(9)
تم جو نظروں کو اُٹھاؤ تو ستارے جُھک جائیں
تم جو پلکوں کو جھکاؤ تو زمانے رُک جائیں(10)

غم نہ کر گر ہے بادل گھنیرا

کس کے روکے رُکا ہے سویرا(11)

اسی طرح کہیں محبوب کی زلف بدلی اور آنکھوں کو بجلی کی مانند قرار دیتے ہیں۔

ساحر کے ہاں ایسے گیت نہ ہونے کے برابر ہیں جو شادی بیاہ کے موقعوں سے مخصوص ہوں یا ایسے گیت جس میں دلہن کی طرف سے کسی خواہش کا اظہار کیا جائے۔ ایسے گیت پنجابی ثقافت میں شادی کے موقعوں سے مخصوص ہیں۔ جس میں لڑکیاں ایسے گیت گاتی ہیں۔ ایسے گیت ساحر کے ہاں نہیں ہیں یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس طرز سے ہٹ کر ساحر نے گیت لکھے ہیں۔

ساحر لدھیانوی کے گیتوں پر خالص فلمی انداز کا اثر ملتا ہے۔ جیسے شعور طور پر فلم کے گیتوں کے لیے تخلیق کیے گئے ہوں۔

یہ انتظار کا دُکھ اب سہا نہیں جاتا

تڑپ رہی ہے محبت رہا نہیں جاتا

تم اپنے پاس بُلا لو، بہت اداس ہوں میں(12)

رسوائی کے ڈر سے گھبرا کر، ہم ترکِ وفا کب کرتے ہیں؟

جس دل کو بسا لیں پہلو میں، اُس دل کو جدا کب کرتے ہیں؟

جو حشر ہوا ہے لاکھوں کا، اپنا بھی وہی انجام سہی(13)

ساحر کے گیتوں میں محبوب سے بچھڑنے کا تذکرہ اور یاسیت کا عنصر زیادہ شاملِ حال نظر آتا ہے۔ ساحر کے گیتوں پر یاسیت اور نااُمیدی کی فضا ملتی ہے۔

جیون کے سفر میں راہی ملتے ہیں بچھڑ جانے کو

اور دے جاتے ہیں یادیں تنہائی میں تڑپانے کو(14)

ساحر کے گیتوں کے اُسلوب میں ٹیپ کے مصرعے کے علاوہ کوئی تکرار یہ لفظ یا جملے نہیں ملتے۔ فنی اعتبار سے یہ ساحر کے گیتوں کی خاصیت ہے جس سے عمومی تاثر پیدا نہیں ہوتا۔

ساحر لدھیانوی کے گیتوں میں زندگی بوجھ، نااُمیدی، رشک اور بس گزر رہی ہے کا مجموعہ ہے۔

موت بھی آتی نہیں آس بھی جاتی نہیں

دل کو یہ کیا ہو گیا کوئی شے بھاتی نہیں

ایک جاں اور لاکھ غم گھٹ کے رہ جائے نہ دم

آؤ تم کو دیکھ لیں ڈوبتی نظروں سے ہم(15)

ساحر کے گیتوں میں متعدد جگہ پر سوال ملتا ہے۔ یہ سوال محبوب، سماج کسی خاص فرد سے بھی ہو سکتا ہے مگر مجموعی طور پر اس کا تاثر سوالیہ ہے۔ کثرت سے ساحر کے ذہن میں اٹھتے سوالات کی ترجمانی اُن کے گیتوں کا خاصہ ہے۔

جسے تو قبول کر لے، وہ ادا کہاں سے لاؤں؟

ترے دل کو جو لُبھائے، وہ صدا کہاں سے لاؤں؟(16)

آج کیوں ہم سے پردہ ہے؟(17)

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟(18)

ساحر کے گیتوں میں "دوگانا" کی مکالماتی صنف کا بہت زیادہ استعمال ملتا ہے۔ جس میں "ا" اور "ب" کے تحت مکالماتی انداز کے گیت ملتے ہیں۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ مرد اور عورت کے جذبات کو مکالمے میں "دوگانا" کی اصطلاح اور عنوان کے تحت پیش کیا گیا ہے۔

ا۔ کشتی کا خاموش سفر ہے، شام بھی ہے تنہائی بھی
دور کنارے پر بجتی ہے، لہروں کی شہنائی بھی

آج مجھے کہنا ہے!

ب۔ لیکن یہ شرمیلی نگاہیں، مجھ کو اجازت دیں تو کہوں
خود میری بے تاب اُمنگیں تھوڑی فرصت دیں تو کہوں
آج مجھے کچھ کہنا ہے!(19)

ساحر لدھیانوی کے گیتوں میں موسموں کا ذکر بہت کم ملتا ہے۔ لوک گیتوں اور فلمی گیتوں میں بطورِ خاص موسم کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے لیکن ساحر کے ہاں یہ ذکر بہت کم ہے جبکہ فطرت کا ذکر زیادہ ہے۔ مثلاً چاند، سورج، ستارے، پہاڑ اور دریا وغیرہ۔

سُرمئی رات ہے ستارے ہیں
آج دونوں جہاں ہمارے ہیں
صبح کا انتظار کون کرے(20)
گنگا تیرا پانی امرت، جھر جھر بہتا جائے
دور ہمالہ سے تُو آئی گیت سُہانے گاتی(21)

ساحر کے گیتوں میں عورت کے استحصالی رویہ اور عورت کی زندگی کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔ جس میں مرد کو طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ عورت نے جس مرد کو جنم دیا وہی مرد اُسے سرِ بازار لے آیا۔

تُلتی ہے کہیں دیناروں میں، بِکتی ہے کہیں بازاروں میں
ننگی نچوائی جاتی ہے، عیاشوں کے درباروں میں
یہ وہ بے عزت چیز ہے جو بٹ جاتی ہے عزت داروں میں
عورت نے جنم دیا مردوں کو، مردوں نے اُسے بازار دیا(22)
دو سکھیاں بچپن کی......
اِک سنگھاسن پر بیٹھے، اور رُوپ متی کہلائے
دُوجی اپنے روپ کے کارن، گلیوں میں بِک جائے
کس کو مجرم سمجھے کوئی، کس کو دوش لگائے
دو سکھیاں بچپن کی(23)

قتیل شفائی:

قتیل کے گیتوں میں رقص و سرود اور خوشی کا پہلو عیاں ہے۔ قتیل نے گیت کو خاص اور نمایاں اس طرح کیا ہے کہ ثقافت یا کلچر سے جڑی خاص چیزوں کو گیت میں پرو دیا ہے مثلاً خوشی کا اظہار محبوب سے اظہارِ محبت ان سب کو گھنگھرو، جھمکے اور پایل سے باندھ دیا ہے جو کہ خوشی سے جڑنے یا خوشی کو عیاں کرنے والے زیورات سے متعلقہ ہیں۔

پایل نے کب گیت بکھیرے
اصلی چیز ہیں پاؤں تیرے
بھڑکیں گے جب تیرے پاؤں
بچے گا کوئی شہر نہ گاؤں
مچے گی ہر دل میں ہلچل، تیرے گھنگھرو ٹوٹ گئے تو کیا
ناچ اری تُو بن پایل، ترے گھنگھرو ٹوٹ گئے تو کیا(24)

قتیل کے گیتوں میں عورت نظر آتی ہے۔ عورت کی طرف سے محبت کا اظہار اور وصال کی تڑپ، محبوب سے ملاقات کی خواہش یا چاہے جانے کا خاص انداز عورت کے زیورات سے جڑا نظر آتا ہے۔

میں تیرے پیار کی پیاسی ہوں
ترِی باندی ہوں ترِی داسی ہوں
چاہے ہو جائے کتنی دیر
آئے رات کے بعد سویر...... گھنگھرو چھنکیں گے(25)
میں بدلی ہوں ساون کی
میں چیت کی ہوں پروائی
دیتی ہے چین دل کو
مری سانسوں کی شہنائی
مری سانسوں کی شہنائی......نت میگھ ملہار سنائے
تو چلتا چل ہمراہی......میری زلف کے سائے سائے(26)

قتیل کے ہاں کلچر کو خاص پیرائے میں بیان کیا گیا ہے، عورتوں کے محبت کے طرزِ اظہار میں ان کی آرائش وزیبائش کے عناصر نمایاں ہیں۔

بیکل ہو کر تو جب پیار جتائے
تیرے شانے سے اُلجھا رہ جائے
ایسا لادے جھمکا چاندی کا۔ منگوا دے جھمکا چاندی کا(27)
جب میں سوچوں آرہا ہے لوٹ کر
میرا دلبر، وہ میرا جانِ جگر
بانہوں میں بجنے لگے کنگن میرا

خود بخود سجنے لگے آنگن میرا(28)

قتیل کے گیتوں میں ہندی کلچر اور بطورِ خاص بر صغیر پاک وہند میں عورتوں کا خاص طرزِ آرائش وزیبائش کو خاص اداؤں اور اظہارِ محبت کے خاص زمینی یا ثقافتی پیرائے میں نمایاں کیا گیا ہے۔ جس میں موسم کا عمل دخل بھی شامل ہے۔

سُنے ملہاریں یوں برکھا کی محفل میں
جھانکتا بھی جائے وہ بوندوں کے دل میں
دیکھے وہ تصویر ہر اک پس منظر کی
باہر بیٹھ کے دیکھے دنیا اندر کی
اسی لیے وہ سنائے کو بھی سنگیت لکھے
بادل برسے چھم چھم، شاعر گیت لکھے(29)

قتیل کے ہاں ہندی الفاظ یا ہندو مذہب کے اثرات گیتوں میں ویسے نظر نہیں آتے جیسے ساحر کے ہاں ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ قتیل کے ہاں ہندی پنجابی ثقافت کے اثرات کسی طور موجود ہوں لیکن ہندو مذہب کے اثرات نمایاں نہیں ہیں۔

قتیل کے گیتوں میں حسرت اور یاس بہت کم ہے جبکہ خوشی، اُمید، محبوب کا سراپا یا محبوب کی ادائیں اور رقص اور خوشی کا عالم ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے قتیل کے گیت چہک رہے ہیں۔ قتیل کے گیتوں میں ایک شوخ پن نظر آتا ہے۔

گرم گلابی آنچ بدن کی......نرم نشیلی زلف کی خوشبو
کہتی ہے تجھے بار بار...... آکر لیں پیار جانم(30)
سورج کی طرح میں چمکوں
پر مجھ میں دھوپ نہیں ہے
جو شعلہ بن کر لپکے
مِرا ایسا روپ نہیں ہے
مِرا ایسا روپ نہیں ہے......جو نظروں کو جھلسائے
تو چلتا چل ہمراہی......مِری زلف کے سائے سائے(31)
میں چلوں جب ساتھ ترے
خوشبو سے مہکیں ہاتھ مرے
جھومے دماغ...... سپنوں کے باغ......خوشبوں سے مہک رہے
من پنچھی چہک رہا ہے......(32)

قتیل کے گیتوں میں نہ صرف عورت کا سراپا جھلکتا ہے بلکہ اُس کی آرائش وزیبائش کے عناصر کا بیان بھی نظر آتا ہے۔ جھمکا، گھنگھرو اور پایل، جھانجھن، موتی، کنگن کا ذکر نمایاں ہے۔

گھنگھرو یا پائل پہن کر رقص کرتی عورت اور اُس کی ادائیں قتیل کے گیتوں میں خاص طور پر نظر آتی ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ترا پیار بسا کر نینوں میں
ہوئی شامل میں بے چینوں میں
کیوں آئے تجھ سے لاج
تیری خاطر چھن چھن آج...... گھنگھرو چھنکیں گے(33)

یہ لہراؤ تیرے بدن کا
کب نہیں مہکا کب نہیں چھنکا
تجھ کو پتہ نہیں او دیوانی
سب سے بڑا ہے گیت جوانی
تیری جوانی ہے چنچل، ترے گھنگھرو ٹوٹ گئے تو کیا
ناچ اری تُو بن پایل، ترے گھنگھرو ٹوٹ گئے تو کیا(34)

درج بالا اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ قتیل کے ہاں گیتوں میں ایک خاص ادائے محبت یا خاص مشرقی شرم وحیا کے روبرو محبوب کی ادائیں جھلکتی نظر آتی ہیں۔

بن سنور کر اپنے ساجن کے لیے
ڈھونڈتی ہوں گیت جھانجن کے لیے
پھول جوڑے میں سجالیتی ہوں میں
پنکھ تتلی کے لگا لیتی ہوں میں(35)

ساحر کے برعکس قتیل شفائی کے گیتوں میں ہر لمحے کو جینے کا جذبہ نظر آتا ہے۔ جس میں وہ قدرتی مناظر کو بھی سمیٹ لیتے ہیں۔ رعنائیت سے بھرپور منظر جس میں خوشی اور اُمید کے ملے جُلے جذبات ہیں۔ دل میں محسوس کی جانے والی خوشی خارج کے ہر منظر کو خوب صورت دکھا رہی ہے۔ یعنی قتیل داخلی خوب صورتی کو خارجی خوب صورتی سے جوڑ رہے ہیں۔ انسان کے اندر کی اُمید اُسے خارجی طور پر مضبوطی بخشتی ہے۔ وہ ہر لمحے کو جینے کی تمنا رکھتے ہیں کہ ایسا موقع بار بار نہیں آتا۔ وہ غالب کے اس مصرعے "آنکھ کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا" کے مصداق نظر آتے ہیں۔

ڈالی ڈالی جھومتی ہے لہراتی ہے
ایسی رُت ہر روز بھلا کب آتی ہے
ہر اک پھول نے پہنا ہے ملبوس نیا
ہر جھونکا اب ہوتا ہے محسوس نیا
آج ہوا کچھ نئے ترانے گاتی ہے
ڈالی ڈالی جھومتی ہے لہراتی ہے(36)

انسان محسوس کرے تو زمین اُسے آسمان لگنے لگے۔ قتیل کے گیتوں میں یہی اُمید بکھری ہوئی ہے۔

قتیل کے گیتوں میں پرندوں کا بہت ذکر ہے۔ خاص کر وہ پرندے جو خوش الحان آواز کے مالک ہیں اور لوک ادب میں بطور خاص گیتوں میں ان پرندوں کا بہت ذکر ملتا ہے۔ جیسے کاکا (کوّا)، کُو کُو (کوئل)، پپیہے، تتلی وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ محبوب کی اداؤں کو یا اُس کے احساسات کو ان پرندوں کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔

جب کوئی مست گھٹا جھوم کے لہراتی ہے

دل کی وادی سے پپیہے کی صدا آتی ہے(37)

کیوں میرا من ڈولتا ہے

جب کوئی کاکا سکھی میرے منڈیرے بولتا ہے

کیوں میرا من ڈولتا ہے(38)

اسی طرح دل کی کیفیات کو محبوب کے وصل میں گیت گانی کوئل کی مانند پیش کرتے ہیں۔

ہوتی ہے کویل سی جو کُو کُو مرے من میں

گیت سناتی سی لگے تو مرے من میں(39)

قتیل کے ہاں گیت نگاری روایتی انداز میں نظر آتی ہے۔ لڑکیوں کی طرف سے یا عورت کی طرف سے محبت کا اظہار قتیل کے گیتوں کا خاصہ ہے۔ اس لیے شادی بیاہ کے موقع سے مخصوص گیت بھی قتیل کے ہاں ملتے ہیں جس میں دلہن کی طرف سے بطور خاص جذبات اور خوشی کی کیفیات کا اظہار ملتا ہے۔ قتیل کے مندرجہ ذیل گیت میں پنجابی لوک ثقافت اپنی پوری آب و تاب سے نظر آتی ہے جو کہ گیت کے موضوع سے مخصوص ہے۔

بول اری شہنائی مجھ کو ساجن گھر کب جانا ہے

بول اری شہنائی......

کب لے کر آئے گا ڈولی

میرے بچپن کا ہجولی

اپنوں کے سنگ جا کر میں کب ہو جاؤں گی پرائی

بول اری شہنائی مجھ کو ساجن گھر کب جانا ہے

بول اری شہنائی(40)

قتیل شفائی کے گیتوں پر فلمی اثرات کم دکھائی دیتے ہیں بلکہ لوک گیتوں کے موضوعات اور فطری موضوع ان کے گیتوں کی نمایاں خاصیت ہے۔ قتیل نے بھی فلمی گیت لکھے مگر ان کا اثر مجموعی طور پر نظر نہیں آتا۔

چٹک رہی ہیں من میں کلیاں

مہک اُٹھیں نینوں کی کلیاں...... آیا رنگ بھرا موسم

گیت سُناتی ہے تنہائی

رہ رہ کر چھیڑے بُروائی...... آیا رنگ بھرا موسم(41)

ناچے مور، پپیہا گائے

سُن سُن مورا من لہرائے

آس لگی ترے آون کی

گھر آئی رے بدریا ساون کی(42)

جبکہ قتیل کے ہاں محبوب سے ملنے کی اُمید اور خیالِ وصال اور زندگی کے ہمسفر کے طور پر خیالات اور آنے والی زندگی کے لیے تدابیر جیسے عناصر ملتے ہیں۔ قتیل کے گیتوں پر رجائیت کے اثر ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

چلے تو راہیں کٹ جائیں گی

ساری دُوریاں گھٹ جائیں گی

ہاتھ میں ہاتھ رہا جب تیرا، نہیں تھکیں گے پاؤں(43)

قتیل کے گیتوں کے اسلوب میں تکراریہ جملے اور لفظ ٹیپ کے مصرعوں کے علاوہ بھی ملتے ہیں۔فنی اعتبار سے یہ عمومی تاثر کے حامل ہیں۔

چل چل چل بے چین مسافر، چلتے رہنا رے

چلتے رہنا رے

دور کی منزل چاہے تو پھر، چلتے رہنا رے

چلتے رہنا رے(44)

لپک لپک پیار تیرا چھلک چھلک جائے

جب ترا کنگن تیری بانہوں میں کھنک جائے

لپک لپک پیار تیرا چھلک چھلک جائے(45)

قتیل کے گیتوں میں زندگی میں آگے بڑھنے کا جذبہ اور اُمید اور خوشی کی نصیحت دکھائی دیتی ہے۔زندگی ایک خوب صورت شے کے طور پر متعارف کروائی ہے۔

دُوری کے آگے مت تھکنا

منزل سے پہلے مت رُکنا

جیت ملے گی سب سے آخر، چلتے رہنا رے

چلتے رہنا رے(46)

قتیل کے جذبات کے اظہار میں سوالیہ اندازِ بیاں موجود نہیں ہے۔ان کے گیتوں میں وہ نااُمیدی نہیں ہے جو سوالات کو جنم دیتی ہے۔

قتیل کے گیتوں میں ایسی کسی اصطلاح کا ذکر نہیں ملتا بلکہ قتیل کے گیتوں میں ''جھومر'' اور ''ہریالی'' کے عنوان کے تحت زیادہ تر عورت کی طرف سے محبت کا اظہار، ہجر و وصال اور انتظار کی کیفیات کو قلم بند کیا گیا ہے۔

تیرے نام کا جاپ کیا تھا

پریت لگا کر پاپ کیا تھا

بِرہا کے دن کیسے کاٹوں یہ مجھ کو سمجھا جا

او پردیسی آجا(47)

پریت ریت کو توڑ کے ساجن من دَرپن کو توڑ گیا

میرے جنم مرن کا ساتھ مجھ کو روتا چھوڑ گیا(48)

قتیل شفائی کے ہاں موسموں کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ قتیل کے گیتوں میں برسات، ساون، چیت، بہار، خزاں ان موسموں کا ذکر تقریباً ہر دوسرے گیت کا موضوع ہے۔ان موسموں کے ساتھ محبوب سے ملاقات، انتظار اور ہجر و وصال کی تمنائیں جُڑی ہیں۔ساحر کی نسبت قتیل کے گیتوں میں لوک گیتوں کے عناصر کی جھلک زیادہ ہے۔

وہ ساون ہے

من بھاون ہے(49)

اُس شخص نے کر دی ہے یہ برسات میرے نام

دیکھو دیکھو ہریالی اومالی(50)

رُت آئی ہے متوالی اومالی(51)

چیت کی راتیں یاد کرو(52)

ساون بھادوں کی رُت میں کچھ ایسے بھی دن ہوتے ہیں(53)

قتیل شفائی کے گیتوں میں عورت کے استحصالی رویے کا ذکر نہیں ہے بلکہ عورت کی طرف سے محبوب کے لیے اظہارِ محبت اور انتظار کی کیفیت کے جذبات کا بے پناہ اظہار ملتا ہے۔ قتیل کے گیتوں پر ہجر و فراق اور انتظار کے حوالے سے کثیر النوع گیت ملتے ہیں۔

دور کہیں ہولے ہولے گاتی ہے کوئلیا

بادلوں کے سنگ کو بھی آجا مورے چھلیا

ہار گئی برہا کی گھڑیاں میں گن گن

آجا پیا دل مرا ترسے ہے تجھ بن(54)

کالی رَیناں، سونی سجریا

ڈر لاگے جب چمکے بجریا

اب تو آجا او پردیسی، تھک گئی میں تو گھڑیاں گن گن

بوندیں برسیں کن من کن من(55)

حوالہ جات

1۔ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۱۶

2۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۱۵

3۔ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۱۸

4۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۱۸

5۔ایضاً، ص۲۹

6۔ایضاً، ص۲۱

7۔ایضاً، ص۳۶

8۔ایضاً، ص۱۲

9۔ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۱۹

10۔ایضاً، ص۳۲۳

11۔ایضاً، ص۳۲۱

12۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۳۰

13۔ ایضاً، ص۲۹

14۔ ایضاً، ص۲۴

15۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۱۷

16۔ ایضاً، ص۳۲۱

17۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۱۹

18۔ ایضاً، ص۱۶

19۔ ایضاً، ص۳۷

20۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۲۹

21۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۴۰

22۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۳۶

23۔ ایضاً، ص۳۳۲

24۔ ایضاً، ص۳۳۲

25۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۵۰

26۔ ایضاً، ص۳۶

27۔ ایضاً، ص۴۵

28۔ ایضاً، ص۳۵۔۳۴

29۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۳۶

30۔ ایضاً، ص۳۳۷

31۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۶۰

32۔ ایضاً، ص۵۸

33۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۴۱

34۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۵۲

35۔ ایضاً، ص۵۴

36۔ ایضاً، ص۴۴

37۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۴۴

38۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۵۴

39۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۴۵

40۔ ایضاً، ص۳۳۳

41۔ ایضاً، ص۳۳۰

42۔ ایضاً، ص۳۹۱

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

43۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۳۹۶

44۔ ایضاً، ص۳۷۶

45۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۴۰۰

46۔ ایضاً، ص۴۰۸

47۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۱۰۶

48۔ ایضاً، ص۱۷۴

49۔ ایضاً، ص۳۱۵

50۔ ایضاً، ص۳۱۹

51۔ ایضاً، ص۳۲۳

52۔ ساحرؔ لدھیانوی، کلیاتِ ساحرؔ، ص۳۴۹

53۔ ایضاً، ص۳۸۴

54۔ قتیل شفائی، رنگ۔ خوشبو۔ روشنی (کلیاتِ گیت)، ص۳۰۴

55۔ ایضاً، ص۱۷۹